شیطان کی پہچان قرآن کی نظر میں

<"xml encoding="UTF-8?>

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مقدمہ۔

اس نظر سے کہ انسان ذاتی اور فطری طور پرکمال نہائی اور سعادت ابدی کا طالب ہے اور ہمیشہ کمال ابدی ونہائی کو پہچاننے کیلے اور وہاں تک پہےچنہ کا جو راستہ ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے راہ میں جو رکاوٹے ہںا انکو کس طرح سے بر طرف کرنا چاہیئے اسکے بارے میں غور و فکر کرتا ہے، لذا شیطان کو اپنے ہدف تک پہنچنے کیلے ایک رکاوٹ سمجہتاہے،اسلیے ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہے کہ اس موجود پلید کو پہچان لے اور اسی طرح سےپہچان لے کہ کس طرح سے اسکے ساتھ مقابلہ کیا جائے۔ اس بنا پر تاریخ کے لحاظ سے شیطان کا مسئلہ اور اسکے خلق ہونے کی کیفیت وفلسفہ ،اور انسان کو گمراہ کرنے کیلےجو اسکے پروگرام ہیں،
اوراس نے جن مختلف ابزار و وسائل کا جو جھال بچھایا ہوا ہے، حزب شیطان ،اور اسکے ساتھ مقابلہ کرنےکی کیفیت ،اور اسی طرح کے دوسرے مسائل ہمیشہ انسان کےساتھ رہے ہو۔اورہمیشہ و ہر جگہ شیطان کےبارے میں بات ہوتی ہی ہے،اور بہت سارے سؤلات اسکے بارے میں ہوتے ہیں ۔

شیطان کی خلقت۔

قرآن مجید کی بہت ساری آیات سے استفادہ ہوتا ہےکہ شیطان(1)کا اولین مادہ آگ تھا جیسا کہ قرآن میں فرما رہاہے:«واذقلنا للملائکة اسجدوا لادم فسجدوا الاّ ابلیس کانَ من الجنّ ففسق عن امرربّہ۔» (کہف:50)
اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کیلئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کرلیا کہ وہ جنات میں سے تھا پھر تو اس نے حکم خدا سےسرتابی کی ۔
اس آیہ مجیدہ سے یہ ظاہر ہوتاہےکہ ابلیس کو جن میں سے قرار دیاہے۔ابلیس اس شیطان کا خاص نام ہے جس نےحضرت آدم کو گمراہ کیا تا ۔ خدا وند عالم نے اسے کبیہ ابلیس اور کبھی شیطان کے عنوان سے تعبیر کیا ہے۔(2)
اور دوسری طرف سے ، آیات میں جن کی خلقت کو آگ سے قرار دیاہے:
«والجانَّ خلقناہ من نارالسّموم» اور جنات کو زہریلی آگ سے پیدا کیا (حجر:27) ؛«وخلق الجانّ من مارجٍ من نارٍ»
اور جنات کو آگ کے شعلوں سے پیدا کیا (الرحمن: 15) اور خود شیطان بی اپنی خلقت کو آگ سے جانتاہےکہ جب خداوند عالم نے اس سے سؤال کیا ،کس چیز نے تمہیں آدم کو سجدہ کرنےسے روکا؟تو کہنے لگا :
«اناخیرٌمنہ خلقتنی من نارٍ وخلقتہ من طینٍ۔» میں ان سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور انہیں خاک سے پیدا کیا ہے(ص: 76) کسی اور جگہ پر فرمایا : «ءَاسجدُلمن خلقت طینا»کیا میں اسے سجدہ کرلوں جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔(اسراء:61) ۔
لیکن اس آگ سے مراد وہی معمولی آگ ہے یا اسی کے مانند کوئی اور آگ، اسکےبارےمیں قرآن سے کوئی چیز

حاصل نہین ہوتی ہے۔ ممکن ہے یہ کان جائے کہ:جن اصل میں ستر اور کور کے معنی میں ہے،اسی لیے جنین کو «جنین»کہا جاتا ہے؛چونکہ اپنے ماں کے رحم کے اندر چپا ہوا ہوتاہے۔اور جنون کو بی اسی مخفی ہونے کی دلیل سے«جنّ»کہا جاتاہے۔اور بہشت و باغ کو بین جنت کہا جاتاہےچونکہ درخت کےشاخوں کےنیچیے چیاو ہوئی ہوتی ہے۔ اور دیوانے کو بھی اسی دلیل سے کہ اسکا عقل چپا ہوا ہوتاہے؛ «جنون»کہا جاتاہے۔

بس ان سب باتوں کی طرف توجہ دیتے ہو ئے ،کہا جا سکتا ہےکہ ؛ملائکہ بیک جن ہیں،چونکہ ہماری نظروں سے غائب ہیں،لیکن صرف اسلئے کہ قرآن مجید فرماتاہے: کان من الجنّ ففسق عن امرِ ربّه (کہف: 50)

تو ابلیس کے فرشتوں میں سے نہ ہونے کو اس سے ثابت نہں کر سکتےہچ ۔چونکہ ممکن ہے فرشتوں کےمخفی ہونے کی دلیل،ابلیس پر بیے جاری ہو جوکہ ان میں سے تا   اسلئے   اس پر جن کا اطلاق ہوا ہو ۔لیکن اسطرح کا نتیجہ لینا ظاہر آیہ کےخلاف ہے۔اسکے علاوہ کسی بیہ آیہ میں ملائکہ کیلۓ لفظ جن استعمال نہیں ہوا ہے،بلکہ لفظ جن قرآن میں موجودات مکلف میں سے ایک طائفہ کا نام ہے،کہ معمولا (انس)کے مقابل میں قرار پایاہے،جیسے : «یامعشرالجنِّ والانس الَم یأتِکم رسلٌ منکم یقصّون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاءَ یومکم هذا»

 اے گروہ جن و انس کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے جو ہماری آیتوں کو بیان کرتے اور تمہیں آج کے دن کی ملاقات سے ڈراتے (انعام:130) «وماخلقتُ الجن والانس الاّ لیعبدون» اور میں نے جنات اور انسان کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے(ذاریات: 56)

«ولقدذرأنالجهنم کثیرامن الجنِّ والانس۔» اور یقینا ہم نے انسان و جنات کی ایک کثیر تعداد کو جہنم کیلئے پیدا کیا ہے (اعراف: 179) ۔

بعض مفسرین(3)کے قول کےمطابق کبیخ لفظ جن فرشتوں کےمقابل میں آگیا ہے؛جیسے : «ویومَ نحشرهم جمیعاثم نقولُ للملائکةِ هؤلاءِ ایّاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولیُّنا من دونهم بل کانوا یعبدون الجنِّ۔»

اور جس دن خدا سب کو جمع کریگا اور پرِ ملائکہ سے کہے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری ہی عبادت کرتے تھے تو وہ لوگ عرض کریں گے کہ تو پاک و بے نیاز اور ہمارا ولی ہے یہ ہمارے کچھ نہیں ہیں اور یہ جنات کی عبادت کرتے تھے (سبا: 41) ۔

یہ جو کہا گیا؛ اس سے اسکا جواب (کہ شیطان پہلے ایک فرشتہ تا لیکن آدم کو سجدہ نہ کرنے، اور حکم خداکی اطاعت نہ کرنےکی وجہ سے درگاہ الھی سے نکالا گیا،اور مخلوقات خدا کو گمراہ کرنے لگا)۔(4)کہنا بیے روشن ہو جاتاہے۔

کیا ابلیس فرشتومیں سے تاے ؟

ممکن ہے یہ وہم ہوجائے کہ ابلیس بیگ خدا کےفرشتوں میں سے ایک فرشتہ تا۔ ،چونکہ بعض آیات میں جوکہ فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنے ،اور ابلیس کا سجدہ کرنےسے انکار کرنےمیں ،فرشتوں کو مستثنی منہ اور ابلیس کو مستثنی قرار دیا ہے(5)۔اسکے علاوہ خود ابلیس نےبیک نہیں کہا کہ میں فرشتومیں سے نت ہوں تاکہ سجدہ کروں -------

امام علی علیہ السلام فرما رہے ہیں: «ما کان اللّه سبحانه لیدخل الجنةبشرا بامر اخرجٍ به منها ملکا» (6) ۔

اس توہم کا جواب : پہلا۔ قرآن مجید نے صراحت کیساتھ بیان کیا ہےکہ ابلیس جن میں سے تات،فرمایا : «کان من الجنّ ففسق عن امر ربّه» (کہف: 50)

دوسرا -کیونکہ ابلیس ایک طویل مدت کیلۓ فرشتوں کے درمیان تھا ،انی کے زمرہ میں تال ،اور یہ کہ قرآن فرما

رہاہے: «واذقلناللملائکۃِ اسجدوا لآدم فسجدوا الاّ ابلیس»ممکن ہے اسی مقولہ سے ہو ۔
تیسرا۔شیطان کی خلقت آگ سے ہے اور فرشتوں کی خلقت نور سےہے(7)۔
چوتھا۔قرآن صراحت کیساتھ کہہ رہا ہے کہ فرشتے خدا کےنافرمانی نہیں کرتے ہیں:«لایعصون اللّہ ما امرھم» خدا کے حکم کی مخالفت نہیں کرتی ہیں(تحریم: 6)۔ «لایسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون»کسی بات پہ اس پر سبقت نہیں کرتے ہیں اور اسکے احکام پر برابر عمل کرتے ہیں(انبیاء:27)۔لیکن قرآن کی اس صراحت کےباوجود شیطان نے خدا کی نافرمانی کی: «ابی واستکبر وکان من الکافرین»اس نے انکار اور غرور سے کام لیا اور کافرین میں سے ہوگیا (بقرہ: 34)؛ «کان من الجن ففسق عن امر ربّہ» (کہف: 50)؛«فسجدوا الاّ ابلیس ابي» ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کر لیا (طہٰ: 116)؛«الاّ ابلیس ابی ان یکون مع الساجدین» علاوہ ابلیس کے کہ وہ سجدہ گزاروں میں سے نہ ہو سکا (حجر: 30)؛«الاّ ابلیس استکبرو کان من الکافرین» علاوہ ابلیس کے کہ وہ اکڑ گیا اور کافروں میں سے ہوگیا (ص:74)؛
«انّ الشیطان کان للرّحمن عصّیا۔» شیطان رحمان کی نافرمانی کرنے والا ہے(مریم: 44)
پانچواں۔قرآن نے شیطان کو صاحب اولاد جانا ہے،فرمایا : «واذقلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الاّ ابلیس کان من الجن ففسق عن امرربّہ افتتخذونہ وذرّیّتہ اولیاءمن دونی وھم لکم عدوٌ بئس للظالمین بدلاً۔»
اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کیلئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کرلیا کہ وہ جنات میں سے تھا پھر تو اس نے حکم خدا سےسرتابی کی ،تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ کر شیطان اور اسکی اولاد کو اپنا سرپرست بنا رہے ہو ،جبکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ تو ظالمین کیلئے بدترین بدل (کہف: 50) لیکن ایسی چیز فرشتوں کیلۓ ثابت نہیں ہے۔
چالم۔قرآن مجید فرما رہاہےکہ روئے زمین پر جو لوگ ہیں انکے لئے ملائکہ خدا وند عالم سے طلب مغفرت کرتے ہیں: «والملائکۃُ یسبّحون بحمدربّھم ویستغفرون لمن فی الارض (شوری :5)وبالاسحارھم یستغفرون» (ذاریات: 18) اور ملائکہ بھی اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کر رہے ہیں اور زمین والوں کے حق میں استغفار کر رہے ہیں اور سحر کے وقت اللہ کی بارگاہ میں استغفار کیا کرتےتھے۔کسی اور جگہ پر فرما رہاہے: «الذین یحملون العرش ومن حولہ یُسبّحون بحمدربّھم ویؤمنون بہ و یستغفرون للّذین آمنوا ربّنا وسعت کلّ شی ءٍ و علما فاغفر للّذین تابوا واتّبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم۔»
جو فرشتے عرش الہي کو اٹھائے ہوۓ ہیں اور جو اس کے گرد معین ہیں سب حمد خدا کی تسبیح کر رہے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور صاحبان ایمان کیلئے استغفار کر رہے ہیں کہ خدایا تیری رحمت اور تیرا علم ہر شئ پر محیط ہے لہذا ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستے کا اتباع کیا ہے اور انہیں جہنم کے عذاب سےبچا لے (غافر: 7)
لیکن بت ساری آیات نے شیطان کو انسان کا کلمف کھلا دشمن جانا ہے، اور انسان کو اسکی پیروی کرنےسے روکا گیاہے«وانّ الشیطان للانسان عدوٌ مبینٌ» شیطان انسان کا بڑا کھلا ہوا دشمن ہے(یوسف: 5)؛ افتتخذونہ وذرّیّتہ اولیاءمن دونی وھم لکم عدّوٌ۔» (کہف: 50) (8)

خلقت شیطان کا فلسفہ۔

خدا وند عالم نے شیطان کو کیوں خلق کیا ؟تاکہ حضرت آدم علیہ السلام کو اور اسکی اولاد کو فریب دے، اور انکو گمراہ کرے؟اگر خلق نہ کرتا تو مسلما کوئی ایک بیف بندہ خداکی معصیت و نافرمانی نہ کرتا ؛اور کلی طور

پر تمام انسان اسکے شر سے محفوظ رہتے بس اسکو کیوں خلق کیا؟
جواب:1۔خدا وند عالم نے شیطان کو جبرا کوئی شریر یا اذیت دینے والا خلق نہیں کیا ہے، بلکہ شیطان نے اپنی خلقت کےبعد خداکی اتنی عبادت کی؛ کہ فرشتوں کےزمرےمیں قرار پایا ،اسکےبارےمیں امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں:
«واعتبروا بما کان من فعل اللّه بابلیس اذا حبط عمله الطویل وجهده الجهید وقد کان قدعبداللّه ستة آلافٍ لایدری امن سنی الدّنیا امّن سنی الاخرة عن کبرساعةٍ واحدةٍ فمن ذا بعد ابلیس یسلم عن اللّه بمثل معصیتة۔» (9)۔
بس یہ شیطان ہی تاش کہ جس نے اپنے اختیار سے خدا وند عالم کےحکم کی مخالفت کی،اور حضرت آدم کو سجدہ کرنےسے انکار کیا ،اسی لئے خدا وند عالم کی رحمت سے دور ہوگیا۔(10)۔
2۔خدا وند عالم نے انسان کو شیطان کےمکر و فریب کے مقابل میں انسان کو خالی نہیں چومڑاہے،بلکہ انسان کو عقل اور وحی جیسے قدرت سے نوازاہے،ایک طرف سے عقل کے وسیلےسے اور دوسری طرف وحی کے وسلیے سے شیطان کےمکر و فریب سے آگاہ ہو جاتا ہے۔(11)۔
3۔شیطان کا وجود ایک لحاظ سےانسان کیلئۓ نعمت ہے، نہ کہ عذا ب، چونکہ شیطان خود ایک وسیلہ ہے انسان کے ترقی وتکامل تک پہنےاہ کیلئۓ ،کیونکہ جو چیز انسان کو صراط مستقیم سے ہاننےکی کوشش کرے ؛ تو اسکے ساتھ اپنی پوری قوت و طاقت کیساتھ مقابلہ کیا جائے تو مسلما اسکی روح کی تربیت اور معنوی کمال تک پہنچنے کیلئۓ بہت ہی موثرہے۔
اور دوسری طرف خدا وند عالم کی سنتومیں سے ایک <امتحان>ہے ،یعنی خدا وند عالم کا ارادہ اسطرح سےہےکہ وہ اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزمائے اور امتحان لے: «احسب النّاسُ ان یترکوا وهم لایفتنون۔» کیا لوگوں نے یہ خیال کررکای ہے کہ وہ صرف اس بات پر چوتڑ دئے جائیں گے کہ وہ یہ کہہ دے کہ ہم ایمان لے آئیں ہیں اور انکا امتحان نہیں ہوگا (عنکبوت: 2) (12)
شیطان کی خلقت بھی انسان کیلئۓ ایک امتحان ہے،چونکہ انسان اس مسلہ کی طرف توجہ دیتے ہوۓ ،یہ کوشش کرتا ہےکہ شیطان کےمختلف قسم کےمکر وفریب کیساتھ مقابلہ کرے ،اور اپنے عقل و وحی الہی سے مدد لیتے ہوۓ شیاطین جن و انس کی فریب کاریوں اور حیلہ گریوں کےمقابل میں استقامت اختیار کرۓ؛ اور اسکی پیروی نہ کرے اسی وسیلےسے وہ کمال کےبلند ترین مرتبہ اور سعادت تک پہنچ جائے گا۔
ہاں،انسان اپنے اختیار سے اپنے نفس کی پیروی کرتے ہو ئے شیطان کی جال میں پنس سکتاہےاور حیوانیت کے پست ترین درجےمیں گر سکتاہے،اور معمولا بے ایمان لوگ معادکی بہ نسبت سے ایسے ہی ہں : «ولتُصغی الیه افئدة الّذین لایؤمنون بالاخرة ولیرضوه ولیقترفوا ماهم مقترفون۔» اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ جن لوگوں کا ایمان آخرت پر نہیں ہے ان کے دل انکی طرف مائل ہو جائیں اور وہ اسے پسند کر لیں اور وہ خود بھی انہی کی طرح افتراء پردازی کرنے لگیں (انعام:113)

کیا انسان شیطان کےمقابل میں مجبورہے؟
انسان اپنے علم حضوری کے ہوتے ہو ئے نہ فقط صاحب اختیار ہونےسے با خبر ہوتاہے(13)،اور نہ صرف قرآن مجیدکی متعدد آیات اسکے صاحب اختیار ہونے پر دلالت کرتی ہیں(14)؛بلکہ قرآن کی بہت ساری آیات بھی دلالت کرتی ہے کہ انسان شیطان کےمقابل میں مسلوب الاختیارنہیں ہے،بلکہ شیطان تزیین کےطریقےسے (آراستہ،

زیباجلوہ دیکر) (15)، وسوسہ (16)، دعوت (17)، تسویل (فریب دیکر) (18) استزلال (لغزش) (19)، اور افتنان (فتنہ) (20) اضلال (گمراہ کرکے) (21)، ایحاء (القا ،اور وسوسہ کے زریعےسے) (22)اور جوٹھا وعدہ دیکر(23)اور اسی طرح سے انسان کو خدا کی نافرمانی کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اور یہ سارے شیطان کےلوازمات میں سےہیں،توجہ کرنا چاہےہ کہ اگر بعض آیات میں شیطان کے بعض افراد پر مسلط ہونے کی طرف اشارہ ہواہے،(24)تو وہ سلطہ تکوینی نین ہے،اسی لئے جب قیامت کےدن شیطان اپنے پیروکاروں کےسامنے ہوگا تو انکو کےگ گا : «انّ اللّه وعدکم وعدالحقّ ووعدتکم فاخلقتکم وما کان لی علیکم من سلطانٍ الاّ ان دعوتکم فاستجبتم لی فلاتلومونی ولوموا انفسکم وما انتم بمصرخيّ انّی کفرت بما اشرکتمون من قبل...»

اللہ نے تم سے بر حق وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی ایک وعدہ کیا تھا پھر میں نے اپنے وعدے کی مخالفت کی اور میرا تمہارے اوپر کوئی زور بھی نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں دعوت دی اور تم نے اسے قبول کرلیا ،تو اب تم میری ملامت نہ کرو بلکہ اپنے نفس کی ملامت کرو کہ نہ میں تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو میں تو پہلے ہی اس بات سے بیزار ہوں کہ تم نے مجھے اسی کا شریک بنا دیا۔(ابراہیم:22)

البتہ واضح و روشن ہےکہ آیہ شریفہ میں جو تسلط آیاہے وہ مطلق ہے،ہر قسم کی تسلط کو شامل ہے؛ چاہے ان کے جسموں پر مسلط ہو؛ یا ان کے افکار پر مسلط ہو ۔

شیطان ، دعوت؛ اعمال کےتزیین اور تسویل اور وسوسہ کرکے انسان کو گناہوں کی طرف شوق و رغبت دلا سکتاہے،اور انسان بیو آسانی سے اس معصیت اور خداکی نافرمانی کو انجام دیدے،تو اسکا معنی یہ نہیں کہ انسان سے اسکا اختیار سلب ہوا ہو ،بلکہ وہ مخیر ہےکہ اپنے دل اور فکر کو محل ومقام شیطان قرار دیدے یا محل ذکر الہی قرار دیدے؛ ۔بہت سارے ایسے لوگ ہیں کہ حتی ایک لحظہ کیلئےہی اپنے دل کو شیاطین کےوسواس کا محل قرار دینے کو حاضرنہیں ہوتے ،انکا دل ایمان خدا سے برہا ہواہے،اور ہمیشہ اسی پر توکل کرتےہںل اسی لۓ شیطان ان پر مسلط نہیں ہو سکتاہے:

«انّه لیس سلطانه علی الّذین آمنوا وعلی ربّهم یتوکلّون» شیطان ہرگز ان لوگوں پر غلبہ نہیں پاسکتا ہے جو صاحبان ایمان ہے اور جن کا اللہ پر توکل اور اعتماد ہے (نحل: 99) اوروہ خداکےبندوں پر(جو واقعا خداکےبندے ہو)کبیہ بیّ غالب نہیں آسکتاہے،مگر اپنے گمراہ پیروکاروں کے: «انّ عبادی لیس لک علیهم سلطانٌ الاّ من اتّبعک من الغاوین»

میرے بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے علاوہ ان کے جو گمراہوں میں سے تیری پیروی کرنے لگیں۔(حجر:42)

شیاطین جن و انس۔

بعض آیات میں شیاطین جن و انس کی بات ہو رہی ہے: «وکذلک جعلنالکل نبي عدّوا شیاطین الانس والجنّ یوحی بعضم الی بعضٍ زخرف القول غرورا ولوشاء ربّک ما فعلوه فذرهم ومایفترون.

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کیلئے جنات و انسان کے شیاطین کو انکا دشمن قرار دیا ہے یہ آپس میں ایک دوسرے کی طرف دھوکہ دینے کیلئے مہمل باتوں کے اشارے کرتے ہیں اور اگر خدا چاہ لیتا تو یہ ایسا نہ کر سکتے لہذا آپ انہیں ان کی افترا کے حال پر ہی چھوڑ دیں (انعام :112) ولتصغی الیه أفئدةُ الّذین لایؤمنون بالاخرة ولیرضوه ولیقترفوا ماهم مقترفون۔»

اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ جن لوگوں کا ایمان آخرت پر نہیں ہے ان کے دل انکی طرف مائل ہو جائیں اور وہ اسے

پسند کر لیں اور وہ خود بھی انہی کی طرح افتراء پردازی کرنے لگیں (انعام: 113)
جیسا کہ بعض آیات سے استفادہ ہوتا ہےکہ شیاطین جن و انس اپنے گمراہ کرنے والے پروگرام کو بطور مخفی، اور جلدی و فریب کے زریعۓسے دوسروں کے دل میں ڈالتاہے،انہی القاءات کے اثر کی وجہ سے بعض بے ایمان لوگوں کا دل انکی طرف مائل ہو جاتا ہے،ایسی باتنر اور برنامے کہ جسکا ظاہر خوبصورت و زیباہےاور انکا باطن برا اور نا پسند ہے،کوان سے قبول کرتےہف اور اسی سے امید رکتےہہر اسی طرح مختلف قسم کے گناہوںمیں مبتلا ہو جاتےہیں : «ولیقترفوا ماھم مقترفون۔»
یہ فقط شیاطین جن ہی نںیا بلکہ شیاطین انس بیح لوگوں کو گمراہ کرنے کیلۓمختلف حر بے استعمال کرتےہیں، اسیلۓ قرآن مجید نےمنافقوں کےلیڈروں کو جوکہ مسلمانوں کو شکست دینےکیلۓ ہر ممکن کوشش کرتےہیں،شیاطین کا لقب دیاہے:
«واذا لقوا الّذین آمنوا قالوا آمّنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انّا معکم انّانحن مستھزئون»
جب یہ صاحبان ایمان سے ملتے ہے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئیے اور جب اپنے شیاطین کی خلوتوں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہاری ہی پارٹی میں ہیں ہم تو صرف صاحبان ایمان کا مزاق اڈاتے ہیں۔(بقرہ: 14)

حزب شیطان۔

قرآن کی بعض آیات سے استفادہ ہوتا ہےکہ خدا وند متعال نے انسان کو ہوشیار کردیا ہےکہ شیطان آپکا دشمن ہےلذا آپ بھی اسے اپنا دشمن جانو ،اور اسکی پیروی نہ کرو،کہ وہ آپکو گمراہ کرنےکےعلاوہ اور کوئی مقصدنہیں رکھتاہے،اور وہ اپنے گروہ کو منحرف راستے کی طرف دعوت دیتا ہے،کہ اسکی عاقبت جہنم کا ٹکاۓنہ ہے۔:
«انّ الشیطان لکم عدوٌ فاتخذوہ عدّوا انّمایدعوا حزبہ لیکونوا من اصحاب السّعیر۔»
بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو اسے دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو صرف اس بات کی طرف دعوت دیتا ہے کہ سب جہنمیوں میں داخل ہو جائیں۔(فاطر:6)
لیکن حزب شیطان سے کیا مراد ہے، اسکےبارےمیں قرآن خود توضیح دیتا ہے؛ بعض آیات میں(25) ،منافقین کےتعارف اور انکے بعض کاموں و فریب کاریوں کو بیان کرنےکےبعد (جیسا انکا ایسے لوگوں سے دوستی کرنا کہ جن پر غضب الہی نازل ہوا ہے؛ اور مشکلات کےوقت مسلمانوں کاساتھ نہ دینا ،اور جوٹھا قسم کھا کر مومنون کیساتھ وفاداری کا اعلان کرنا ،اور قسم کھا کر لوگوں کو راہ خدا سے دور کرنا۔۔۔) فرمایا : «استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکراللّٰہ اولئک حزب الشیطان الا انّ حزب الشیطان ھم الخاسرون۔»
ان پر شیطان غالب آگیا ہے اور اس نے انہیں ذکر خدا سے غافل کر دیا ہے آگاہ ہو جاؤ کہ یہ شیطان کا گروہ ہیں اور شیطان کا گروہ بہر حال خسارے میں رہنے والا ہے۔ (مجادلہ: 19)؛
شیطان نے ان پر غلبہ حاصل کیاہےاور یاد خدا کو ان کے ذہنوں سے پاک کیاہے۔وہ شیطان کےگروہ ہیں آگاہ ہو جاو کہ حزب شیطان خسارےمیں ہیں۔بس حقیقت میں حزب شیطان کی دو مشخص وظاہرعلامات ہیں:ایک یہ کہ شیطان کا ان پر مسلط ہونا اور دوسری یہ کہ خدا کو بلا دینا ،ان دو میں سے کوئی بیا ایک علامت انسان کی دنیوی اور اخروی سعادت کو برباد کر سکتی ہے۔اسی طریقےسے شیطان اپنے برنامے کو چلاتاہے۔
امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ : «الا وانّ الشیطان قد جمع حزبہ واستجلب خیلہ و رجلہ۔۔» (26)
آگاہ ہوجاو کہ شیطان نے اپنے گروہ کو جمع کیاہے،اور اپنے پیدل و سوار سپاہیوں کو بلایاہے۔
مرحوم علامہ جعفری ان قیمتی کلمات کے ذیل میں فرماتا ہے(مسلم ہےکہ کوئی گروہ بنام حزب شیطان

مخصوص علامت کیساتھ؛یا مخصوص لباس میں کسی بیا تاریخ بشری میں ظاہرنہیں ہوا ،ہم تاریخ میں جس گروہ یا حزب کیساتھ روبرو ہو تے ہیں،تو وہ ایک جالب صفت کیساتھ جوکہ مفہوم امید انسان ہے،سےاپاس تعارف کرواتاہے،جیسے تحریک انصاف ، تحریک آزادی اور تحریک ترقی پسند وغیرہ،اسی بنا پر حزب شیطان سے مراد شیطان کا کوئی رسمی حزب یا کوئی معین برنامہ یا کوئی ہدف معین نہیں بلکہ قاعدہ اصلی کے مطابق :

ناریان مر ناریان را طالبند

نوریان مر نوریان را جاذبند

یعنی آگ والے آگ ہی کو طلب کرتےہیں اور نور والے نور کوہی جذب کرسکتےہیں۔

لوگوں کے اجتماعات اور تنظیمیں ان کے ظاہری اجتماعات میں شمار ہوتےہیں،کہ ہوا و ہوس اور خود پرستی و مقام پرستی نے انکو ایک دوسرے کیساتھ شریک وہمنشین بنایا ہے۔ اسطرح کے گروہ و تنظیم کو امیرالمومنیئ علیہ السلام نے حزب شیطان نام رکھاہے،حقیقت کے اعتبار میں اسطرح کےتنظیم وحشی حیوانات اور درندوں سےبی بدتر و قبیح ہیں کیونکہ حیوان جس قدر اور جس طرح سے بھی وحشی ہو ،وہ اپنے معین غریزہ کو چوتڑ کر وسیع اور عمیق فعالیتون کو انجام نہیں دے سکتا ہے۔

گروہ شیطان کے اسکے علاوہ اوربین مختصات ہیں،کہ جن میں سے ایک یہ ہے ،کہ انسان کے بلند ترین مفاہیم ،جیسے علم ،کمال ،عدالت ،وطن ؛اور آزادی،سے غلط استفادہ کرتے ہو ئے انکو لمبی امیدیں دلا کر تباہی میں ڈال سکتا ہے(27)،بعض آیات بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں کہ شیطان کےپاس ایک لشکرہےجس کو اس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کیلئے جمع کیا ہواہے: «وجنودُ ابلیس اجمعون» (شعرا: 95)؛

«انّه یراکم هو وقبیله من حیث لاترونهم انّا جعلنا الشیاطین اولیاء للّذین لا یؤمنون»

وہ اور اس کے قبیلہ والے تمہیں دیکھ رہے ہیں اس طرح کہ تم انہیں دیکھ رہے ہو بیشک ہم نے شیاطین کو بے ایمان انسانوں کا دوست بنا دیا ہے ۔(اعراف: 27)؛

«واذقلنا للملائکة اسجدوا لآدم فسجدو ا لاّ بلیس کان من الجن ففسق عن امرربّه افتتخّذونه وذرّیّته اولیاءمن دونی وهم لکم عدوٌ بئس للظالمین بدلاً»

اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کیلئے سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کرلیا کہ وہ جنات میں سے تھا پھر تو اس نے حکم خدا سےسرتابی کی ،تو کیا تم لوگ مجھے چھوڑ کر شیطان اور اسکی اولاد کو اپنا سرپرست بنا رہے ہو ،جبکہ وہ تمہارے دشمن ہیں یہ تو ظالمین کیلئے بدترین بدل ہے۔(کہف:50)

اور امام علی علیہ السلام کے نہج البلاغہ کی وہ باتو بیا اسی حقیقت کو بیان کرتی ہیں،کہ امام نے فرمایا (انہوں نے اپنے زندگی میں شیطان پر اعتماد کیا ،اپنے کاموں میں اسی کا ساہرا لیا ،اور اسی کو معیار قرار دیدیا ،اور اس نے بھی انکو اپنے دام میں رکھ کر دوسرے لوگوں کو گمراہ کرنے کا وسیلہ قرار دیا اور ان کےسینوں کو اپنا گورنسلہ قرار دیا اور ان کے اندر تمام برائیوں و پستیوں کا بیج بویا ، اور اس کے نتیجے کو ان کی گود میں پروان چھڑایا دیا کہ انیر کےآنکواں سے دیکتااہے اور انیا کی زبان سے بولتا ہے، اور انیغ کی مدد سے گمراہی و ضلالت کےمرکب پر سوار ہوتاہے،برے اور ناپسند کاموں کو ان کی نظر میں اچاي اور خوبصورت دکھاتاہے۔یہ ان لوگوں کی طرح ہے،کہ جنکا عمل اس بات پر گواہ ہےکہ شیطان کی مدد سے انجام پایاہے،اور باطل باتوں کو ان کی زبان پر جاری کیاہے(28)۔

بہر حال ایسے دل کہ جو ذکر الہی کی جگہ ہوں ،شیطان کے گوپنسلہ میں تبدیل ہو جائیں، اورخیالات ،وسوسہ ،توہمات ؛اور شک و تردید ،انکار وجوسٹ،اور فریب شروع ہو جائے ،تو واقعا یہ سارے شیطان کے بیج یا اسکے

بچے ہیں،اسوقت ایسے افراد خود ہی ایک وسیلہ بنتے ہیں دوسرے افراد کو شکار اور گمراہ کرنے کیلئے، ان کی آنکھہی شیطانی اوران کے زبان شیطانی ہو جائنگے ،
اس طریقےسے کہ ان کی باتیں شیطانی باتیں ہونگی ،ہاں ،ایسے افراد ہی حزب شیطان ہیں اور ان کی مدد کرنے والے ہیں ۔
یہ ایسے لوگ ہیں کہ پہلے انسانی خصوصیات رکتےہ تےج ،لیکن شیطان کی دعوت کو لبیک کہتے ہوۓ اس کے حزب میں داخل ہو گئے ، اور صراط مستقیم سے منحرف ہو گئے ،اور ان خصوصیات انسانی کو اپنے ہاتو ں سے جانے دیا ،اور خودہی شیاطین انس میں تبدیل ہوگئے۔

حزب اللہ:

حزب شیطان اور اس کے ساتھ مربوط آیات میں جو کچھ ذکر ہوا،ان باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہو ئے ،اس نکتہ کو ذکر کرنا لازمی ہےکہ قرآن کی نظر میں ایک اور حزب موجودہے جو کہ حزب شیطان کےمقابل میں ہے، وہ (حزب اللہ)ہے۔لیکن حزب اللہ سے مراد کیاہے،اس کےبارےمیں قرآن نے اس حزب کے اندر رہنے والے افراد کی خصوصیات کو اس طرح سے بیان کیاہے:
«لاتجد قوما یؤمنون باللّہ والیوم الآخر یوادّون من حادّ اللّہ ورسولہ ولو کان آباؤھم او ابناؤھم او اخوانھم اوعشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدّھم بروحٍ منہ ویدخلھھم جناتٍ تجری من تحتھا الانھارخالدین فیھارضی اللّہ عنہ ورضوا عنہ اولئک حزب اللہ الا انّ حزب اللّہ ھم المفلحون۔»
آپ کبھی نہ دیکھیں گے کہ جو قوم اللہ اور اور روز آخرت پرایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے دوستی کررہے ہے جو اللہ اوراسکےرسول سےدشمنی کرنے والے ہیں چاہیےوہ ان کے باپ دادا یا اولاد یا برادران یا عشیرہ اور قبیلہ والے ہی کیوں نہ ہوں(29) اللہ نے صاحبان ایمان کی دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی خاص روح کے زریعہ تائیدکی ہی اور وہ انہیں ان جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ انھی میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے ، خدا ان سےراضی ہوگا اور وہ خدا سےراضی ہونگے یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں اور آگاہ ہو جاو کہ اللہ کا گروہ ہی نجات پانے والا ہے ۔ (مجادلہ22)
اسکے بعد خداوند عالم اس آیہ شریفہ کےآخر میں فرماتے ہیں،ایسی جمعیت اور افراد کہ جو ان خصوصیات کے حامل ہوں ان کو «حزب اللہ » کانام دیا ،اورفرمایا آگاہ ہوجاوکہ وہ حزب اللہ ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والےہیں ۔ایک اور آیت میں حزب اللہ ایسے لوگوں کو قرار دیاہےکہ جو خدا ورسول کےپیروکار اور ولایت کو ماننے والےہوں:
«انّما ولیُّکم اللہ ورسولہ والّذین آمنوا الذین یقیمون الصّلوة ویؤتون الزّکوة وھم راکعون ومن یتولَّ اللّہ ورسولہ والّذین آمنوا فانّ حزب اللہ ھم الغالبون۔» ایمان والو بس تمہارا ولی اللہ ہے اور اسکا رسول ہے اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکواة دیتے ہیں ،اور جو بھی اللہ ، رسول اور صاحبان ایمان کو اپنا سرپرست بنائے گا تو اللہ کی ہی جماعت غالب آنے والی ہے ۔(مائدہ: 55-56)
وہ تمام آیات جو کہ حزب اللہ سے مربوط ہیں ان سے استفادہ ہوتا ہےکہ :1۔وہ خداکےدشمنوں سے دوستی نہ رکتےگ ہوں ۔2۔انکے دل ایمان سے سرشار ہو ں۔ 3۔وہ خدا وند عالم کےنزدیک مقبول ہوں ۔ 4۔انکا انعام بہشت ہے۔5۔ خدا وند عالم ان سے راضی ہو ،اور وہ بیں خدا سے راضی ہوں ۔6۔ وہ اہل نجات اور کامیاب ہیں ۔7۔ صرف خدا ورسول کی اطاعت اور خط ولایت پر ہو ۔8۔ وہ لوگ کامیاب ہونے والے ہیں (اور یہ قرآن و خدا وند عالم کا

وعدہ ہے)

شیطان کے جال اور اس کے منصوبے:

ابلیس کو جب حضرت آدم کو سجدہ کر نے کا حکم ہوا ،تو اس نے اپنے اس غرور اور تکبر کیوجہ سے سجدہ کرنےسے انکار کیا ،اور خدا وند متعال کو کہنے لگا:اگر قیامت تک مجھے زندہ رکوے گے تو سوائے کچھ بندوں کے سب کو گمراہ کر دونگا ،اور انکو آپکی اطاعت و بندگی کرنےسے روک دونگا : «قال اراَیتَک ھذا الّذی کرمت عليّ لئن اخّرتن الی یوم القیامة لاحتنکنّ ذرّیّته الاّ قلیلاً۔ » اورخداوندمتعال نے فرمایا:جاؤ ،ان میں سے جوبیخ آپ کی اطاعت کریگا اسکا ٹکا نا جہنم ہوگا :

«قال اذھب فمن تبعک منھم فانّ جھنّم جزاؤکم جزاءً موفورا۔» کیا تو نے دیکھا ہے کہ یہ کیا شئے ہے جسے میرے اوپر فضیلت دیدی ہے اب اگر تو نے مجھے قیامت تک کی مہلت دے دی تو میں انکی زریت میں چند افراد کے علاوہ سب کا گلا گھونٹتا رہوں گا ،جواب ملا جا اب جو بھی تیرا اتباع کریں گا تم سب کی جزاء مکمل طور پر جہنم ہے۔(الاسراء:62-63)

یہاں پر خدا وند عالم شیطان کے منصو بے اور انسان کو گمراہ کرنےکےاسباب اور وسائل کی طرف اشارہ کرتے ہو ئے شیطان کو کہہ رہا ہے : ان میں سےجس کسی کوبیخ تحریک کر سکتے ہو کرلو ،اپنے پیدل اور سوار نظام کو انکی طرف بجتو دو ،اور انکے ساتھ انکے مال و اولاد میں شریک ہو جاو ،اور انکو وعدے دیدو ۔اور شیطان انکو فریب کےعلاوہ کوئی وعدہ نہیں دیتاہے۔حقیقت میں میرے بندوں پرتمارا کوئی تسلط ننک ہے ،اور آپ کا پروردگار ان کی نگہبانی کیلے کافی ہے :

«واستفزز من استطعت منھم بصوتک واجلب علیھم بخیلک ورجلک وشارکھم فی الاموال والاولاد وعدھم وما یعدھم الشیطان الاّ غرورا انّ عبادی لیس لک علیھم سلطان وکفی بربّک وکیلاً۔»

جا جس پر بھی بس چلے اپنی آواز سے گمراہ کر اور اپنے سوار اور پیادوں سے حملہ کر دے اور ان کے اولاد اور اموال میں شریک ہو جا اور ان سے خوب وعدے کر کہ شیطان سوائے دھوکہ دینے کے اور کوئی سچا وعدہ نہیں کر سکتا ہے ،بیشک میرے اصل بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں ہے اور آپکا پروردگار ان کی نگہبانی کیلئے کافی ہے۔(اسرا: 64-65)

حقیقت میں اگر ہم دقت کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ خدا وند متعال نے شیطان کےچہارمنصوبوں کو ذکر کیا ہےجوکہ انسان کو گمراہ کرنے کیلۓ استعمال کرتا ہے،اور دنیا میں بھی اسی سے استفادہ کرتا ہے: 1۔«واستفززمن استطعت منھم بصوتک»؛ ان میں سے ہر کسی کوبی تحریک کرسکتے ہو کرلو ،اور وسوسہ کردو ۔آج بی بڑے بڑے شیاطین انس اپنے ان شیاطین جن کی اطاعت و پیروی کرتےہوۓ اپنے تبلیغاتی میدان میں ان کو ملاک قرار دیکر مختلف ابزار اور و سائل کےزریعے سے، شائعات اور جورٹی تبلیغات کرکے لوگوںکو گمراہ کرتےہیں ،مخصوصا جوانوں کو ،ایپو تبلیغات جوکہ کاملا ایک طے شدہ منصوبہ کےتحت تیار ہوتی ہیں چاہے اخبارکےضمن میں ہو یا شعر ،و مصاحبہ وغیرہ میں ، اس طرح کی تبلیغات حزب شیطان کی ہی ہو سکتی ہیں۔

2 ۔«واجلب علیھم بخیلک ورجلک»؛ اپنے تمام لشکر سوار و پیدل کو بلا کر ان کی طرف روانہ کردو ۔کہ آج بیل بڑے شیطان انس نے اپنے بڑے لشکر کو مختلف عناوین کےتحت تیار کیا ہوا ہے،دہشتگروں کیساتھ مقابلہ کرنے کےبہانے سے ،اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کیلۓ انکو تیار کیا ہواہے،اور جب چاہیں اور جہاں بھی چاہیں اپنے مفاد کو دیکیم وہاں پر حملہ کر دیتےہیں ، تاکہ اپنے مقصد تک پہنچ سکیں؛

انکے اہداف و مقاصد ، استقلال اور آزاد ی طلب لوگوںکو سرکوب کر نا ،اپی اطاعت و پیروی کرنے والوں کی حمایت کرنا ، اپنےسیاسی اور اقتصادی منافع کو حاصل کرنا ۔
3 ۔«وشارکھم فی الاموال والاولاد»؛ اوران کے ساتھ ان کے مال و اولاد میں شریک ہو جاو ، حزب شیطان کےموصعبومیں سے ایک شیاطین کا خداکےبندوں پر مسلط ہونا اور انکو گمراہ کرنا ہے ،اور ان کے درمیان سود رائج کرناہے،اور ان کے اقتصادی منافع پر مسلط ہونا تاکہ ان کے مال و ثروت کو یرغمال کرکےلے جائۓ ،اور انکو اپنا مطیع بنایے ،اورانہیں منحرف کردیں ۔اور دوسرے طرف سےفحشاء و منکرات کو رائج کرنا ،فسادکےمراکز کو ایجاد کرنا ،ناجائز اور غیر شرعی بچوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ، یعنی جوانوں کو بیگانہ کرنا اس طریقےسے کہ اپنا کلچر بورل کر دوسرے کے کلچر کو اپنائیں ،اور کلی طور پر انسانیت سے نکل کر حیوانیت میں داخل ہو جائیں،اپنی فطرت و انسانی خصوصیات کو بوکل جائیں۔یہ سب شیاطین کے منصوبے ہیں تاکہ اقتصادی اور فرہنگی مسائل کےزریعے ان پر دست رسی حاصل کرسکیں۔
4 ۔ «وعدھم» اور انکو جو ٹے وعدے اور فریب دیدو ۔انکو جوبٹے وعدوں کے ساتھ کہ اگر آپ ہمارے موصیبوں پر عمل کرینگے تو مستقبل میں آپ آرام و آسائش سے زندگی بسر کرینگے ،
اور اگر عمل نہ کرینگے ، تو اس مدینہ فاضلہ سے دور ہو جائیں گے اس قسم کے اور وعدے دے کر ان کو فریب دیتےہیں۔لیکن قرآن انسان کو ہوشیار کرتا ہےکہ مبادا خدا کے صالح بندے اس قسم کے جوبٹے وعدوں کےفریب میں آجائیں : «و ما یعدہم الشیطان الاّ غرورا»اورشیطان صرف فریب کے علاوہ اور کوئی وعدہ نہیں دیتاہے۔پرا شیطان کو خطاب کرتے ہوۓ فرمایا : «انّ عبادی لیس علیھم سلطان»؛میرے بندوں پر کبیص بیے مسلط نہیں ہو سکوگے۔ «وکفی بربّک وکیلاً۔»۔

شیطانی کاموں کی بعض نشانیاں۔

بتایا گیا کہ شیطان مختلف طریقوں سے انسان کو دعوت دیتا ہے ،جیسے تزیین ،استزلال ،افتنان ،کے زریعہ سے انسان کو گمراہ کرتا ہے اور یہ چیزیں انسان کےصاحب اختیار ہونے کیساتھ کوئی منافات بی نہع رکیی ہیں،یعنی انسان شیطان کےمقابل میں سلب اختیارنر ہوگا ۔اور یہ بیر بتایا گیا کہ بہت ساری آیات میں خدا وند متعال انسان کو ہوشیار کرتا ہےکہ ہرگز شیطان کی اطاعت نہ کرو ۔ان باتوں کی طرف توجہ دیتےہوۓ ،قرآن مجید شیطانی کاموں کی بعض نشانیوں کو ذکر کر رہاہے،یعنی انسان کو ہوشیار کر رہاہےکہ شیطان اس طرح کے کام کو انجام دینے کا حکم دیتاہے لذا ہوشیار رہو ۔اور یہ خدا وند عالم کا لطف و عنایت ہےکہ وہ اپنے بندوں کو اچےا راستے کی طرف ہدایت کرتاہےتاکہ انسان شیطان کےوسوسوں اور اسکے فریب میں نہ آجائے ۔
بہر حال ،شیطانی کاموں کی بعض علامات اس طرح سےہیں ۔1 ۔فقر کا وعدہ دیتا ہے،انسان کو انفاق کرنےاور خمس و زکواۃ ادا کرنےسے روک دیتاہے،تاکہ فقیر نہ ہو جائے ۔«الشیطان یعدُکم الفقر» (بقرہ:268)2۔ فحشا کا امر کرتاہے ؛ «۔۔۔ ویأمرکم بالفحشاء» (بقرہ: 268)؛3۔ منکر کا امر کرتاہے؛ «فانہ یأمر بالفحشاءوالمنکر» (نور: 21)؛4۔ ۔ اپنے دوستون کو ڈراتاہے (تاکہ جہاد نہ کریں، اور کفّار کیساتھ جنگ نہ کریں)؛ «انّما ذلکم الشیطان یخوّف اولیاءہ فلا تخافوھم وخافون ان کنتم مؤمنین» (آلعمران: 175)5۔مسلمانوں کےدرمیان شراب خوری اور قماربازي کے زریعہ سے دشمنی پیدا کرتاہے: «انّما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاءفی الخمروالمیسر» (مائدہ: 91)؛6۔ خدا کو یاد کرنےسے انسان کو روک دیتاہے: «وامّا ینسینک الشیطان بعدالذکری فلا تعقد بعدالذکری مع القوم الظالمین» (انعام:68)؛«استحوذعلیھم الشیطان فانسیھم ذکراللّہ» (مجادلہ: 19)؛7۔

انسان کو آرزو و امید دلاتاہے: «یعدھم ویمنیّھم ومایعدھم الشیطان الاّ غرورا» (نساء: 120)؛8۔ اور خدا کے ساتھ جنگ کرتاہے: «ومن النّاس من یجادل فی اللّہِ بغیرعلمٍ ویتّبع کلَّ شیطانٍ مرید» (حج: 3)شیطانی کاموں کی بہت سارے نشانیاں ہیں ،سب کو اس بحث میں ذکر کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

وسوسہ شیطان کےمقابل میں ہمارا وظیفہ ۔

ان آیات کےعلاوہ کہ جو انسان کو ہوشیار کرتی ہیں کہ مبادا شیطان کی اطاعت کرو ۔(الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انّہ لکم عدوٌ مبینٌ و ان اعبدونی ھذا صراط مستقیم)اولاد آدم کیا ہم نے تم سے اس بات کا وعدہ نہیں لیا تھا کہ خبر دار شیطان کی عبادت نہ کرنا کہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے ۔اور میری عبادت کرنا کہ یہی صراط مستقیم اور سیدھا راستہ ہے (یس: 60-61) اوران آیات کے علاوہ کہ جو شیطانی کاموں کی نشانیوں کو بیان کرتی ہیں جو (پہلے ذکر ہوا)۔اور ان تمام آیات کے علاوہ کہ جو شیطان کے ساتھ رابطہ کرنےمیں انسان کو ہوشیار رہنے کا حکم دیتی ہیں ،قرآن مجید پیغمبر اسلام کو حکم دیتا ہےکہ جب وسوسہ شیطان کے روبرو ہوجاؤ تو خداکی پناہ میں آجاو ۔«وامّا ینزغنّک من الشیطان نزغٌ فاستعذباللہ انّہ سمیع علیم» اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی غلط خیال پیدا ہوجائے تو خدا کی پناہ مانگیں کہ وہ ہر شئ کا سننے والا اور جاننے والا ہے،(اعراف: 200)یہ متقین کا طریقہ ہے کہ جب شیاطین ان کے دل کےاطراف میں چکر لگانا شروع کر دیتے ہیں تاکہ ان کے دل میں وسوسہ پیدا کریں ،تو فورا وہ خدا کو یاد کرتےہیں ،اچانک جاگ جاتےہیں اور (غفلت کا پردہ ان کے آنکوہں سے ہٹ جاتا ہے): «انّ الّذین اتّقوا اذامسّھم طائفٌ من الشیطان تذکّروا فاذاھم مبصرون» جو لوگ صاحبان تقوی ہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھونا بھی چاہتا ہے تو خدا کو یاد کرتے ہیں اور حقائق کو دیکھنے لگتے ہیں(اعراف: -201)۔

البتہ استعاذہ یعنی خدا کا پناہ لینابی1 ایک قسم کا ذکر (اور خداکی طرف متوجہ ہونا)ہے ،کیونکہ استعاذہ کا معنی ہی یہی ہےکہ خدا وند عالم ہی اس حملہ آور دشمن کو اپی1 قدرت کے زریعہ سے ہی دور کر سکتاہے۔اور اسی طرح سے استعاذہ بیک ایک قسم کا خدا پر توکل ہے ۔(30)کسی اور جگہ پر فرمایا: «وامّا ینزغنّک من الشیطان نزغٌ فاستعذباللہ انّہ ھوالسمیع العلیم۔» اور جب تم میں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوجائے تو خدا کی پناہ مانگیں کہ وہ ہر شئ کا سننے والا اور جاننے والا ہے ۔(فصلت: 36)

کسی اور جگہ پر فرمایا: «وقل ربِّ اعوذبک منہ ھمزات الشیاطین واعوذبک ربِّ ان یحضرون۔»پیغمبراسلام کوحکم دے رہا ہےکہ کہو پروردگارا شیطانی وسوسوں سے آپکی پناہ لیتا ہوں اور پر پناہ لیتا ہوں اس سے کہ میرے پاس حاضرہوجائے(31)(مؤمنون:97-98)

بے ایمان لوگوں کا سر پرست شیطان۔

مسلما شیطان تمام افراد کو اپنے طرف جذب کرنے کی طاقت نہیں رکھتاہے کہ زبردستی کرکے انسان کو گمراہ کرے ،بلکہ وہ بے ایمان اور دنیا طلب ،و آخرت سے غافل لوگ ہیں کہ اپنے آپ کو شیطان کےاختیار میں قرار دیتےہیں اور اسکو اپنا ولی انتخاب کرتےہیں اور اسکے کہنے کی اطاعت کرتےہیں ۔خدا وند متعال ایک طرف سے فرما رہاہے : «انّا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لایؤمنون » بیشک ہم نے شیاطین کو بے ایمان انسانوں کا دوست بنا دیا ہے ۔(اعراف: 27) کسی اور مقام پر فرما رہاہے:شیطان کا تسلط ایسے افراد پرہےکہ جنہوں نے اسکو اپنا

سرپرست قرار دیاہے:«انّما سلطانه علی الّذین یتولّونه والّذین هم به مشرکون» اسکا غلبہ صرف ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اسے سر پرست بناتے ہیں اور اللہ کے بارے میں شرک کرنے والے ہیں(نحل: 100) کسی اور مقام پر اس تسلط کو گمراہوں کی نشانی کے طور پرذکر کیا ہے:«انّ عبادی لیس لک علیهم سلطانٌ الاّمن اتّبعک من الغاوین» میرے بندوں پر تیرا کوئی اختیار نہیں ہے علاوہ ان کے جو گمراہوں میں سے تیری پیروی کرنے لگیں۔ (حجر:42) کسی اور مقام پر ،منافقوں کو شیطان کے زیر تسلط قرار دیاہے:«واستحوذ علیهم الشیطان فأنسیهم ذکر اللّه» ان پر شیطان غالب آگیا ہے اور اس نے انہیں ذکر خدا سے غافل کر دیا ہے ۔(مجادلہ:19)اور دوسری طرف سے ،یہ کہ مبادا شیطان انسان پر مسلط ہو جائے اور اسکے دل میں نفوذ کرلے،قرآن مجید نے باربار شیطان کو انسان کا دشمن جاناہے،کہ جسکا بحث پہلے گزر چکا ہے ، تا کہ انسان شیطان کے جال میں پنس نہ جائے اسکو فرما رہاہے:کہ کبیي بیص شیطان کی پیروی نحث کرنا: «یا ایُّها الّذین آمنوا لاتتّبعوا خطوات الشیطان» اے ایمان والو شیطان کے نقش قدم پر نہ چلنا۔(نور:21) اورایسے لوگوں کو کہ جنہوں نے شیطان کو اپنا ولی و سر پرست انتخاب کیاہے ضرر اور خسارہ اٹامنے والوں میں سے جانا ہے : «ومن یتخّذ الشیطان ولیّا من دون اللّه فقدخسرخسرانا مبینا» اور جو خدا کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا ولی اور سرپرست بنائے گا وہ کھلے ہوئے خسارے میں رہے گا ۔(نساء:119) کسی اور مقام پر ،شیطان کو برا دوست جاناہے: «ومن یکن الشیطان له قرینا فساءقرینا» جس کا شیطان ساتھی ہوجائے وہ بدترین ساتھی ہے۔(نساء: 38)

شیطانی وسوسوں سے مخلصین کا محفوظ رہنا۔

دوسروں کو گمراہ کرنے کیلئ تمام امکانات شیطان کے پاس موجودہیں،لیکن مخلصان خدا کو گمراہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتاہے،جس طرح سے کہ وہ خود اس حقیقت کا اعتراف کر رہاہے : «قالَ فبعزّتک لاغویّنهم اجمعین الاّ عبادک منهم المخلصین۔» اس نے کہا تو پھر تیری عزت کی قسم میں سب کو گمراہ کر دونگا ،علاوہ ان بندوں کے جنہیں تو نے خالص بنا لیا ہے۔(ص: 83-82) مخلصین ایسے لوگ ہیں کہ جوھو ں نے اپنے کو خدا کیلئ خالص بنایا تو خدا وند عالم نےبی انکو اپنے لئے خالص کیا،اسطرح سے کہ خداکےعلاوہ کسی اور کیلئ انکے دل میں جگہ نہیں ہے ۔کبید بیں وہ غیر خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوۓہیں اور خداکےعلاوہ کسی اور کی اطاعت نہیں کرتےہیں ۔شیطانی وسوسے اور خواہشات نفسانی کبیم بی ان کے دل میں داخل نہیں ہو سکتی ہیں۔(32) جسطرح سے کہ آیات سے استفادہ ہوتاہے، مخلصین کا مصداق کامل ،انبیاء الہی اور اہل بیت علیہم السلام ہیں ۔قرآن مجید بعض انبیاء الہی کےبارےمیں فرما رہاہے: «واذکر عبادنا ابراهیم واسحاق ویعقوب اولی الایدی والابصار انّا اخلصناهم بخالصةٍ ذکری الدار وانّهم عندنا لمن المصطفین الابرار۔» ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا ،اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک بندوں میں سے تھے۔(ص: 46- 46) اوربعض دیگر (حضرت موسی علیہ السلام)کے بارےمیں فرمایا: «انّه کان مخلصا وکان رسولاً نبیّا» وہ میرے مخلص بندے اور رسول و نبی تھے۔(مریم: 51) اورحضرت یوسف علیہ السلام کےبارےمیں فرمایا:«انّه من عبادنا المخلصین » وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے۔(یوسف: 24) اوراہل البیت علیہم السلام کے بارےمیں فرمایا: «انّما یریدُ اللّهُ لیذهب عنکم الرّجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا ۔» بس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اهلبیت کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اسطرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ۔ (احزاب:33) بس خدا وند عالم کا ارادہ ،ارادہ تکوینی ہےکہ وہ ہر قسم کے رجس و پلیدی سے پاک ہیں۔تو ظاہر ہےکہ شیطان ان کے دل میں کبیل بیا نفوذ نہیں کر سکتاہے۔

شیطان کیوں مخلصین کو گمراہ نہیں کرسکتاہے؟

شیطان کا محدود وجود کبیر ببی انسان کامل کےبلند مقام کو نابودنہیں کرسکتاہے،اوروہ خداکےمخلص بندوں کے حریم میں کبی بیط داخل نہیں ہو سکتاہے۔اگر شیطان کسی انسان کو فریب دینا چاہے تو فکرکےراستے سے اسکو فریب دیتاہے،لیکن انسان کامل اور خداکےمخلص بندوں کو دھوکہ نہیں دے سکتاہےکہ ان کے دل میں وسوسہ ایجاد کرے۔بلکہ نہ ان کے وہم و خیال سے اور نہ ہی ان کے عقل کے زر یعہ سے انکو دھوکہ دے سکتاہے۔اور دوسرےانسانومیں شیطان رخنہ ڈالتاہے تو یہ اسلئے ہےکہ انکا عقل وہم و خیال سے آلودہ ہو گیاہے،لیکن انسان کامل اپنے وہم و خیال کو عقل کامل کےمقابل میں خاضع کر دیا ہے۔انسان کامل کی داخلی قوت اسکی عقلی قوت کی پیروی کرتی ہے،لذا شیطان کبیع بی انسان کامل کےعقل عملی میں ،امید و محبت اور رغبت کےراستے سے داخل نہیں ہو سکتاہے،اور نہ ہی اسکے عقل نظری میں علم و فکرکےراستے سے داخل ہو سکتاہے۔چونکہ شیطان کےنفوذ کرنے کا جو بلند ترین مرتبہ ہےوہ وہم و خیال ہے،اور اس سے اوپرنہیں جا سکتاہے۔شیطان عقلی تجرد تام سےبہرہ مند نہیں ہے،چونکہ میدان عمل میں شہوت اور غضب سے آگے نہیں بڑھتا ہے،اور مرحلہ اخلاص ،ایثار،اور تولی و تبری تک نہیں پہنچتاہے۔شیطان ایک مادی موجود ہےاور برزخی و مثالی تجرد کا مالک ہے، عقل محض کی کوئی علامت بیر نہیں رکھتاہے،لیکن وہ عالم مثال تک پہنچ سکتاہے، بس انسان کامل کےمقام تک نہیں پہنچ سکتاہے،کیونکہ نہ وہ مثل انسان کامل بغیر واسطے کےآسمانی حقائق سے آشنا ہو سکتاہے،اور نہ ہی فرشتوں کی طرح ، واسطے کے ساتھ آشنا ہوسکتا ہے ۔وہ ان دونوں میں سےکسی بیم مرحلہ کا لائق نہیں ہیں ؛لذا وہ دو چیزومیں گرفتار ہو جاتاہے: پہلا انسان کامل کےمقام سےجاتلت اور دوسرا تکبر میں ،اور اس تکبر کا منشأبھی وہی وہم و خیال ہے؛کیونکہ عقل کبید ببی انسان کو تکبرکی طرف دعوت نہیں دیتا ہے۔یہ وہم ہےکہ جو جو ٹے لوگوں کےمقام کو سچ کر دکھاتا ہے،اور انسان کو دھوکہ دیتاہے۔ یہ جو کہا کہ شیطان انسان کامل کو وسوسہ کرکے ان میں نفوذنہیں کر سکتاہے،یہ خیال نہ کریں کہ وہ انکا دوست ہوا ہے یا ان سے بے خبرہے،بلکہ شیطان انکا دشمن ہے،وہ ہمیشہ یہ کوشش کرتا ہےکہ کس طرح سے ان میں نفوذ کرلے ،اگر ڈائرکٹ ان کے اندر نفوذ نہ کر سےر تو یہ کوشش کرتا ہےکہ ان کی چاہتوں اور برناموںمیں رخنہ ڈالے تاکہ ان کی وہ چاہتیں پوری نہ ہو سکیں : «وارسلنامن قبلکً من رسولٍ ولانبیٍ الاّ اذاتمنّی القی الشیطان فی اُمنیّته» ۔اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول یا نبی نہیں بیھجا ہے کہ جب بھی اس نے کوئی نیک آرزو کی تو شیطان نے اسکی آرزو کی راہ میں رکاوٹ ڈال دی تو پھر خدا نے شیطان کی ڈالی ہوئی رکاوٹ کو مٹا دیا،(حج: 52) (33)

شیاطین کا آسمان پر داخلہ ممنوع ہونا:

بعض مفسرین کے مطابق،شیاطین اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے کیلئے آسمان تک جاتےہیں تاکہ ملائکہ کی باتوں کو چپب کر سن لیں ،اور ایمان میں کمزور افراد کو بتا دیں،اور دوسری طرف،انہي کے وسیلۓسے کاہنوں کے دل میں وسوسہ ڈال دیں،اور ان کے دل میں یہ وہم پیدا کر لیں کہ شیاطین علم غیب جانتےہیں۔(34)اور یہ خود ایک وسیلہ ہے لوگوں کو گمراہ کرنے اور انکی ہدایت میں خلل ڈالنے کیلئے ۔لیکن اسلام کےظہورکےبعد اس قسم کی اطلاعات کو حاصل نہیں کر سکے ، کیونکہ آسمانی شہاب یا ستارےان کے آسمان میں داخل ہونے سے مانع بنتےہیں ،اور جب بی وہ داخل ہونا چاہتےہیں تو ستارے انکو اپنا ہدف قرار دیتےہیں:«انّا زیّناالسمّاء الدّنیا بزینة الکواکب وحفظا من کلِّ شیطانٍ مارد لایسمعون الی الملأ الاعلی ویقذفون من کل جانبٍ دحورا ولهم عذاب واصبٌ

الاّمن خطف الخطفة فاتبعه شهابٌ ثاقبٌ» بیشک ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین بنا دیا ہے اور انہیں ہر سر کش شیطان سے حفاظت کا ذریعہ بنایا ہے کہ اب شیاطین عالم بالا کی باتیں سننے کی کوشش نہیں کر سکتے اور وہ ہر طرف سے مارے جائیں گے،ہنکانے کیلئے اور ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب ہے علاوہ اس کے کہ جو کوئی بات اچک لےتو اسکے پیچھے آگ کا شعلہ لگ جاتا ہے ۔ (صافات:6تا 10) «وانّا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرسا شدیدا وشھبا وانّا کنّا نقعدمقاعدللسّمع فمن یستمع الان یجدله شھابارصدا» اور ہم نے آسمان کو دیکھا تو اسے سخت قسم کے نگہبانوں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا اور ہم پہلے بعض مقامات پر بیٹھ کر باتیں سن لیا کرتے تھے لیکن اب کوئی سننا چاہے گا تو اپنے لئے شعلوں کو تیار پائے گا۔(جن: 9)؛«وماتنزّلت به الشیاطین وماینبغی لھم ومایستطیعون انّھم عن السمع لمعزولون۔» اور اس قرآن کو شیاطین لے کر حاضر ہوئے ہیں یہ بات ان کے لیے مناسب بھی نہیں ہے اور ان کے بس میں بھی نہیں ہے ۔(شعرا: 212)؛وحفظناھا من کل شیطانٍ رجیمٍ الاّ من استرق السّمع فاتبعه شھابٌ مبینٌ۔» اور ہر شیطان رجیم سے محفوظ بنا دیا مگر یہ کہ کوئی شیطان وہاں کی بات چرانا چاہے تو اس کے پیچھے دہکتا ہوا شعلہ لگا دیا گیا ہے ۔(حجر:18--17)

یہاں پر ممکن ہے یہ کہاجائے کہ تاریخ بطور متواتر اس پر دلالت کرتی ہےکہ پیغمبر اسلام کےآنےسے پہلے بیا یہ ستارے موجود تھے ،جہاں تک کہ حکماءاور فلاسفہ نے اسلام سےپہلے بیت ان کے حدوث کےبارےمیں بات کی ہے۔ تو یہ دعوا نہیں کر سکتے ہیں کہ پیغمبر اسلام کےزمانےمیں ہی ایسے حوادث واقع ہوۓہیں اور ایسےستارے وجود میں آگئےہیں ۔فخر رازی اس شبہ کےجواب میں کہتاہے،اسلام سےپہلے بھی اسطرح کےستارے موجود تھے اما پیغبر اسلام کےزمانےمیں یہ ستارے زیادہ ہو گئےہیں ، اور پیغمبرکےزمانےمیں ان کا زیادہ ہونا ان کے معجزات میں سے شمار ہوتا ہے ۔(35)

فخر رازی نے ایک اور شبہ کو یہاں بیان کیاہےکہ ملائکہ فلک کےبالا ترین سطح پر موجود ہیں،جبکہ شیاطین کا اسفل ترین سطح پر پہنچنا ممکن ہیں۔اسلئے فلک مانع ہوتا ہےکہ مبادا شیاطین فرشتوں کے نزیک پہنچ سکیں ۔اسوقت اشکال پیدا ہوتا ہےکہ شیاطین فرشتوں کی باتوں کو سن نہیں سکتےہیں کہ رجم کی ضرورت پیش آئے ۔پر جواب دیتاہے:افعال الہی غیر معللہ ہیں ،«فیفعل اللّٰہ مایشاء ویفعل ما یرید»کوئی بیں افعال الہی کےبارےمیں اعتراض نہیں کرسکتا ہیں ۔ (36)

لیکن توجہ رکیاي چاہئے کہ اس قسم کے شبہات کیلۓ ایسا جواب دینا اسوقت ممکن ہےکہ جب ہم فرشتوں کو موجودات مادی اور مکان مادی پر مشتمل جان لیں ،وگرنہ ایسے موجودات جو غیر مادی ہو کہ ایسا ہے بیں؛اورانکی خلقت انسانوں اور شیاطین کےقسم سے نہ ہو کہ نہیں ہے؛ بلکہ موجودات اور مخلوقات نورانی اور مجرد ہوں، کہ جو اپنی جگہ پر ثابت ہے۔اسوقت ایسے جوابات نہ صرف غیر معقول ہیں،بلکہ اسطرح کےسوالات کو مطرح کرنا اصولا مناسب نیا ہے، مسألہ کوئی اور شکل پیدا کرتاہے ۔

مرحوم علامہ طباطبائی اسکےبارےمیں فرماتےہیں: کہ اس قسم کے بیانات جوکہ خداکےکلام میں ہمارے لئے بیان ہوئے ہیں،وہ اسلۓ ہےکہ یہ ایسے حقائق ہیں کہ جو ہمارے حس سے باہرہیں اور حواس کےزریعہ سے ان تک پہنچنا   ہمارے لئے ممکن نہیں ہے تاکہ بصورت محسوس یا ان کے نزدیک ہوکر ان کا تصور کریں ، اسیلےو خدا وند متعال فرمارہاہے:

«وتلک الامثالُ نضربھا للناس ومایعقلھا الاّ العالمون۔» اور یہ مثالیں ہم تمام عالم انسانیت کیلئے بیان کر رہے ہیں لیکن انہیں صاحبان علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے ۔ (عنکبوت: 43)

اسکے علاوہ بھی بہت سارے حقائق ہیں، کہ خداوند عالم کے بیانات میں اسطرح سے ہمارے لئے بیان ہوۓہیں

۔جیسے عرش ،کرسی ،لوح ،کتاب وغیرہ۔۔۔ اسی بنا پر ،ایسے آسمان سے مراد کہ جہاں پر فرشتےرہتےہیں ،عالم ملکوت ہےکہ جو بلند ترین افق پر ہے، جسکی عالم مشہود سےوہی نسبت ہےکہ جو آسمان محسوس کی زمین سےہےلیکن شیاطین کا آسمان کےقریب ہونے اور ملائکہ کی باتوں کو چپی کر سننے ،اور ستاروں کےزریعے انکو پیچےے ہٹانے ، سے مراد ،شیاطین کا عالم فرشتگان سے قریب ہونا ہے تاکہ آئندہ ہونے والی حوادث سے باخبر ہو جائیں یہاں پر ہےکہ ایک آسمانی نورکےزریعے پیچھے ہٹا دیا جاتا ہے ۔اور یہ کہہ سکتے : اسکا مقصد یہ ہےکہ شیاطین حق کو باطل کر نے کیلئے اپنے کو ان سے قریب کرتےہیں (حق کو باطل اور باطل کو حق کی صورت میں دکھاتےہیں ۔)یہاں پر فرشتے حق کےوسیلےسے انکوپنکے دیتےہیں؛ان کی باطل چیزوں کو نابود کرتےہیں اور حق کو آشکار کرتےہیں ۔(37)

بس مرحوم علامہ رحمہ اللہ کی فرمائش کے مطابق ،یہ کہہ سکتےہیں کہ :آیہ شریفہ میں (سماء)سے مراد عالم ملکوت ہے،اور شیاطین کے آسمان پر صعود کرنےسے مراد قریب ہونا اور انکا عالم فرشتگان کی طرف متوجہ ہوناہے،اور (شہاب)سے مراد وہی معنوی و نورانی شہاب ہےکہ جن کے وسیلےسے شیاطین کو پیچھے دھکیل دیا جاتاہے۔یا یہ کہہ سکتےہیں کہ :سماءحق کےمعنی میں ہےاور صعود شیاطین کامعنی یعنی انکا حق کےقریب ہونا تاکہ اس کو نابود کریں ،اور شہاب کا معنی ملائکہ کےتوسط سے حق کا آشکار ہونا ہے ۔لیکن یہاں پر ایک تیسرا احتمال بیک ہےکہ جو بعض مفسرین نے بیان کیاہے؛ اور وہ یہ ہےکہ : ہم جانتےہےکہ شیطان جن کے قسموں میں سےہیں جن بیا ایک موجود مادی ہے اور انسان کی طرح روح رکھتاہے،اگرچہ آگ سے خلق ہواہے؛ اور ایین موجودات کہ جو روح و جسم پر مشتمل ہوں ،انکا روح و جسم ایک دوسرےسے متأثر ہوتےہیں،مثلا انسان اگر غمگین ہو جاتاہےتو اسکی یہ حالت روحانی و معنوی ہےکہ جس کے اثر سے اسکا جسم کمزور ہو جاتاہے۔اسی طرح سے جسم بی روح پر اثر کرتاہے،جیسے بعض ایبع غذائیں کہ جن کےکھانےسے انسان خوشحال ہوتاہے جیسے زعفران کھانےسے انسان بانشاط ہوتاہے،یایہ کہ انسان جب غذا کھاتاہےتو احساس سنگینی کرتاہے،چونکہ خون کی گردش کم ہو جاتی ہے،جس کی وجہ سے خوشحال نہیں ہوتاہے۔

بس اگر روح اپنے مخصوص کام کو انجام دینا چاہے تو اسکا جسم وہ تمام شرائط رکھتا ہو ۔مرتاض لوگ بی اپنے روح کو تقویت دینے کیلئے اسی قضیہ سے استفادہ کرتےہیں،مثلا کھانا کم کھاتےہیں ؛یا کمتر حرکت کرتےہیں یا کمتر سانس لیتےہیں ، اس کے حرام و حلال ہونے کی طرف دیکھے بغیر ،اسی وسیلےیسے وہ موجودات جن سے رابطہ برقرار کرتےہیں ،اور اطلاعات کو کسب کرتےہیں۔اور یہی قانون (جن)کےبارے میں بیا صحیح ہے چونکہ وہ بیا ایک موجود مادی ہے، ایسا رابطہ جسم اور روح کےدرمیان ہے،یعنی یہ تصور کر سکتےہیں کہ جن کا زمین کےاطراف میں جانے کلئے خاص معنوی شرائط کا ہونا لازمی ہے تاکہ وہ اس سے اوپر والے عالم کے ساتھ رابط برقرار کر سکیں کہ گویا اسطرح سے اوپر جانا ان کیلئے ایک قسم کی ریاضت ہے کہ اسی وسیلئےسے خاص شرائط کےحاصل ہونےسے معنوی امور کو بہترین طریقےسے حاصل کر سکتاہے ،جیسے اطلاعات کو کسب کرنا اس مقصد کے ساتھ کہ لوگوں کی ہدایت میں خلل ڈال سکے ۔یہ ماجرا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولادت تک جاری رہا اور اسی وسیلے سے وہ لوگوں کو گمراہ کیا کرتےتھے ،لیکن نص قرآن ہےکہ وہ لوگ ابیج ایسانہیں کر سکتےہیں : «فَمَن یستمع الآن یجدله شهابا رصدا۔» (جن: 9) لیکن اس صورت میں (شہاب) سے مراد کیا ہوگا ،کہہ سکتے ہیں کہ :یہ احتمال بعیدنہیں،کہ شہاب ایک امر معنوی ہو،اگرچہ ممکن ہے اس کا مقصد وہی ظاہری شہاب ہو،کیونکہ علت طبیعی کے موجود ہونے سے ماورائ طبیعت کی نفی میں نہیں ہوتی ہے،کیونکہ ممکن ہے یہ ایسے ابزار اور معدات میں سے ہو جو عالم طبیعت میں اثر رکتے، ہوں،لیکن ان عوامل سے زیادہ

حقیقی اور اصلی اثر ماوراءطبیعت میں ہے ۔بس یہ تصور کر سکتےہیں کہ ان شہابوں کا اختیار ملائکہ کے ہاتھ میں ہےجس طرح سے کہ آیات سے استفادہ ہوتا ہےکہ وہ مدبّرات اور رسل الہی ہیں اور پیغمبر اسلام کی ولادت کے بعد ان ستاروں کیلۓ تدبیر الہی اسطرح سےہےکہ جب بی شیاطین ملائکہ کےباتوں کو چپ کر سننا چاہیں تو ان ستاروں کےزریعہ سےشیاطین کو پنکالیجاتاہے،جس طرح سے کہ بارش بطور طبیعی برستی ہے، لیکن مومنی نماز استسقاء کے زریعہ سے بارش کو طلب کرتےہے،تو ان کی دعا مستجاب ہوتی ہے؛یہی عوامل ملائکہ پر اثر کرتےہیں،جس کے نتیجےمیں تدبیر الہی پر اسطرح سے عمل کرتےہیں کہ مومینن کی دعائیں مستجاب ہوتی ہیں۔(38)

ماخذ و منابع:

1 - التحقیق معنای شیطان کے بارے میں لکھ رہا ہے: «... والقول الجامع ان الشیطان هو المائل عن الحق وصراطه مع کونه متصفابالاعوجاج وهذا مفهوم کلی وله حقیقة وثبوت فی الخارج...»ر. ک: حسن المصطفوی،التحقیق فی کلمات القرآن الکریم،ج6،ص68،تہران،1360

2 – ایںح آیات کہ جن میں بعنوان ابلیس ذکر ہوا ہے: مانند: «واذقلنا للملائکةِ اسجدوا لادم فسجدوا الاّ ابلیس ابی واستکبر وکان من الکافرین» (بقره:34) ونیزر. ک: حجر: 31-32 / اسرا: 61/ کهف: 50 / طه: 116/ ص: 7475۔ اوربعض آیات میں شیطان کےنام سے یاد ہوا ہے: جیسے: «یابنی آدم لایفتننّکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنّة.» (اعراف: 27) ونیزر.ک: بقره: 26 / طه: 120۔ ضمنا ایی آیات کہ جو دلالت کرتی ہیں کہ شیطان وہی ابلیس ہے آیات 61-65 اسراء ہیں۔3 - الفخرالرازی، التفسیرالکبیر، ج1،ص213، چاپ دوم،بیروت، داراحیاء التراث العربی4 - محمد معین، فرہنگ معین، لفظ «شیطان»5 - «واذقلنا للملائکةِ اسجدوا لادم فسجدوا الاّ ابلیس» (بقره: 34) و نیز ر. ک: اعراف : 11 / اسرا :61 / کهف:50/طه:116 / حجر: 30/ ص: 73)6- نهج البلاغه، تدوین صبحی صالح، خطبه192 (قاصعه)، ص 287

7 - امام صادق علیه السلام : «انّ الله عزوجل خلق الملائکة من نورٍ وخلق الجانّ من النار.»محمد باقرمجلسی،بحارالانوار، ج 61،ص 306) امام علی علیه السلام : «.. وجعل فی کل سماءٍساکنا من الملائکةِ خلقهم معصومین من نورٍ من بحورِعذبةٍ وهوبحرالرحمةِ وجعل طعامهم التسبیح و التهلیل و التقدیس»...» (قبلی، ج 57، ص 92) پیامبر صلی الله علیه و آله : «خلقت الملائکة من نورٍ وخُلق الجانُ من مارجٍ من نارٍ» (فخررازی،قبلی ، ج 2، ص 214)

8 - و نیز ر.ک: بقره: 168 و 208 / انعام: 112 و 124 / اعراف: 22 / طه: 117 / قصص: 15/ فاطر: 6/ یس: 60 / زخرف: 62 / اسراء:53)

9 - نهج البلاغه، تدوین صبحی صالح، خطبه 192 (قاصعه)، بیروت، 1387 ق، ص 287

10 - «فاخرج منهافانّک رجیم وانّ علیک اللعنةُ الی یوم الدین.» (حجر: 3435) ونیزر.ک: اعراف: 13 / اسرا: 62 / ص: 7877)

11-ر.ک: یوسف: 5/ کهف: 50/ بقره: 168و208/ انعام: 112و124/ اعراف:22 /طه:117/ قصص:15/ فاطر:6/یس:60/زخرف:62/اسرا:53۔

12 - و نیز ر.ک: عنکبوت:3/ ص:34/ دخان:17/ ص: 24 / تغابن: 15/ انفال:28/ بقره: 102/ بقره: 155/ محمد:

31/ کہف:7/ محمد:4/ ہود:7/ ملک:2/آل عمران:186/بقرہ:124/آل عمران:154

13 - ایسے حالات مثلا پشیمانی، شک و تردید اور عذرخواہی اور مدح و ستایش یا مذمّت و سرزنش اورساری حقوقی، اخلاقی و تربیتی، نظام سب کےسب انسان کےاختیار میں ہونے کی حکایت کرتےہیں۔

14 - ر۔ک: محمود رجبی، انسان شناسی، قم، مؤسسہ آموزشی و پژوہشی امام خمینی، 1380، ص 155

15 -«فزيّن لهم الشيطان اعمالهم فصدّهم عن السبيل» (نحل: 24) «تاللّه لقدارسلنا الی اُمم من قبلک فزيّن لهم الشيطان اعمالهم » (نحل: 63) ونیزر۔ک: عنکبوت: 38/ انعام:43/ انفال:48

16 -«فوسوس اليه الشيطان قال يا آدم هل ادلّک علی شجرة الخلد وملكٍ لايبلي» (طه: 120) و نیز ر۔ک: اعراف: 2و200 / ناس: 4و5/ فصلت:36/ یوسف:100

17 - «... وما کان لی عليکم من سلطانٍ الاّ ان دعوتکم فاستجبتم لي » (ابراہیم: 22) ونیزر۔ک: لقمان:21

18 - الّذين ارتدّوا علی ادبارهم من بعد ما تبيّن لهم الهدی الشيطان سوّل لهم و املی لهم» (محمد:25)

19 - فازلّهما عنها فاخرجهما ممّا کانا فيه» (بقرہ:36) ونیزر۔ک: آل عمران:155

20 - «يابنی آدم لايفتننکّم الشيطان کمااخرج ابويکم من الجنة» (اعراف: 27)

21 -«... ويريدُ الشيطان ان يضلّهم ضلالاً بعيدا» (نساء:60) ونیزر۔ک: یس: 62/ نسا: 119/ قصص:15

22 -«وکذلک جعلنا لکلّ نبيٍ عدوا شياطين الانس و الجنّ يوحی بعضهم الی بعضٍ زخرف القول غرورا» (انعام:13) ونیزر۔ک:انعام:121

23 -«وعدهم وما يعدهم الشيطان الاّ غرورا۔» (اسرا: 64) ونیزر۔ک: ابراہیم: 22

24 -«انّماسلطانه علی الّذين يتولّونه والّذين هم به مشرکون۔» (نحل:100) ونیزر۔ک: زخرف: 36/ مجادلہ:19/ اعراف:27

25 - ر۔ک: مجادلہ: 1419

26 -نہج البلاغہ، خطبہ 10، ص 54

27 - محمدتقی جعفری، ترجمہ و تفسیر نہج البلاغہ، تہران، 1358، ج 3، ص 193

28 - نہج البلاغہ، ص 53، خطبہ 7: «اتخذوا الشيطان لأمرهم ملاکا واتخذهم له اشراکا فباض وفرّخ فی صدورهم ودبّ ودرج فی حجورهم فنظر باعينهم و نطق بالسنتهم فرکب بهم الزلّل و زيّن لهم الخطل فِعْلَ من قدشرکه الشيطانُ فی سلطانه ونطق بالباطل علی لسانه»

29 - سورہ توبہ، آیہ 24 میں فرمایا: «قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشيرتکم واموال اقترفتموها وتجارةٌ تخشون کسادها و مساکن ترضونها احبّ اليکم من اللّه و رسولهِ و جهادٍ فی سبيله فتربّصوا حتی يأتی اللّه بامره واللّه لا يهدی القوم الفاسقين۔»

30 - محمدحسین طباطبائی، المیزان، بیروت، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات 1390 ق، ج 8، ص 381

31 -«همزات»جمع«همزة»دفع اور تحریک شدیدکےمعنی میں ہے۔ اور بعض تفاسیر روائی میں ہمزات کے معنی میں آیا ہے: « هو ما يقع فی قلبک من وسوسة الشياطين»ر۔ک: عبدعلی الحویزی،نورالثقلین،قم،دارالکتب العملیة،ج 3،ص 552،حدیث 113

32- مأخذ : محمدحسین طباطبائی، قبلی، ج 11، ص 130 و ج 12، ص 165

33 - عبداللہ جوادی آملی، تفسیر موضوعی، قم، اسراء، ج 6، ص 198، سیرہ پیامبران در قرآن، با تلخیص

34- ابوعلی الفضل طبرسی، مجمع البیان، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1379 ق، ج 8، ص 438

35و36 الفخر رازی، قبلی ، ج 26، ص 121 / ص 122
37 - محمدحسین طباطبایی، قبلی ، ج 17، ص 124
38 - محمدتقی مصباح، معارف قرآن، قم، در راه حق، 1371، ص 310311